قل خوانی یا تیجہ شریف

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بسمِ اللہ الرَّحمنِ الرَّحیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلَی رَسُولِہِ الکَرِیم

اَمّا بَعدَ: یہ رسالہ "قل خوانی یا تیجہ" کے اثبات میں ہے۔ یہ رسالہ، وہابی، دیوبندی، نجدی اور معتزلہ وخوارج کے اِتباع (پیروکار)، اسے حرام بلکہ کفریات تک پہنچادیتے ہیں۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی نے "فتاوی امدادیہ ص ۷۸" میں لکھا ہے کہ سوم، تیجہ یا قل خوانی، دہم، چہلم وغیرہ، **ہمہ بدعات ماخوذ از کفار ہنود است** (یعنی سب بدعات ہندوؤں سے لی گئی ہیں)۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا: سوم، دہم، چہلم، جملہ (تمام) رسوم ہنود (ہندوؤں) کی ہیں۔[1] (فتاوی رشیدیہ، ص ۱۳۸، ج ۱) اور اسی مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ ص ۱۴۱، جلد ۱ میں لکھا کہ "مجتمع ہونا کے عزیز واقارب کا، وغیرہم کا، واسطے قرآنِ مجید پڑھنے کے یا کلمہ طیبہ پڑھنے جمع ہو کر روزِ وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے بدعت ومکروہ ہے۔"[2] اور مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان میں اسے کفریات میں شمار کیا ہے۔

اہلِ سنّت کا مقصد: مسلمان اپنے مرنے والے عزیز واقارب کا، ان کے فوت ہونے کے بعد تیسرے روز، ان کے ایصالِ ثواب کے لیے ختمِ شریف دلاتے ہیں۔ جس کو عرفِ عام میں تیجہ شریف کہا جاتا ہے، اور بعض علاقوں میں اسے "قل خوانی" کہتے ہیں۔ تیجہ اس لیے کہ یہ، میّت کی روح کو ثواب بخشنے اور ورثۂ میّت کی تعزیّت کے لیے اَقارب واَجانب (رشتہ دار اور غیر)، تیسرے روز جمع ہوتے ہیں اور قل خوانی کے لئے کہ اس دن لوگ جمع ہوتے ہیں تو قرآنِ مجید یا کم از کم **قل ھو اللہ** شریف اور کلمۂ طیبہ پڑھ کر ثواب بخشتے ہیں۔ تو بدستور عرب شئ کے کسی ایک جز کو لے کر اس کا نام رکھ دیا گیا جیسا کہ تحقیق کی کتاب میں فقیر نے عرض کیا ہے۔

قل خوانی یا تیجہ کیوں: یہ مسلّم ہے کہ تعزیت کے لیے تین دن ہیں، اور تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے، تو میّت کا ترکہ اسی دن تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور روزِ سوم (تیسرے دن) کی تخصیص اس بنا پر بھی ہے کہ (اکثر اوقات) اعزہ واقرباء دور دراز مقاموں میں رہتے ہیں۔ تو روزِ سوم تک خبر موت سن کر آجاتے ہیں تو روزِ سوم کا تقسیم (صدقات وخیرات) کے لئے مقرر کرنا اس بنا پر بھی مناسب ہوا۔ تو بوقتِ تقسیم، وارثوں کو ان کا شرعی حصہ ملے گا۔ جو اعزہ میں وارث نہ ہوں یا اجنبی، یتیم ومساکین ہوں، قرآنِ مجید انہیں مالِ متروکہ میں سے کچھ دینے کا حکم کرتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان سب کا اجتماع ہوگا تو اس موقع پر افضل کام ذکرِ الٰہی، قرآن کریم کی تلاوت، کلمہ طیبہ کا ورد، میت کے لیے دعا واستغفار، صدقات اور ایصالِ ثواب کرنا میت کا حق ہے جو ان کے (عزیزوں کے) ذمے ہے۔

چنانچہ حضرات صحابہ کرام انصار، میت کی قبر پر جمع ہو کر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی روایت بیان کی ہے۔

وَأخرج الخلال فِي الجَامِع عَن الشّعبِيّ قَالَ كَانَت الْأَنْصَار إِذا مَاتَ لَهُم الْمَيِّت إختلفوا إِلَى قَبره يقرؤون لَهُ الْقُرْآن[3]

(شرح الصدور، ص ۱۳۰)

---

1) (فتاوی رشیدیہ کامل از رشید احمد گنگوہی، مرنے کے بعد کھانا پکانا، ص 166، دار الاشاعت، اُردو بازار، لاہور)

2) (فتاوی رشیدیہ کامل از رشید احمد گنگوہی، سوم وغیرہ کرنا، ص 162، دار الاشاعت، اُردو بازار، لاہور)

3) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص 303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ ١٩٩٦م)

ترجمہ: خلال نے بروایت شعبی تخریجِ حدیث کی اور کہا کہ انصار میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا تو وہ لوگ جمع ہو کر اس کی قبر کی طرف پہنچتے اور اس کے لئے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔"

اجماعِ اہلِ اسلام: ہر زمانے میں مسلمان اپنے میت کے لیے ایسا اجتماع کرتے رہے۔ تو اس پر اجماعِ اہلِ اسلام حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر تحریکِ وہابیت تک، اہلِ اموات کے لیے خیراتیں کرتے آئے، اور اس پر اجماع ہو گیا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَبِأَن الْمُسلمين مَا زَالُوا فِي كل عصر يَجْتَمعُونَ ويقرؤون لموتاهم من غير نَكِير فَكَانَ ذَلِك إِجْمَاعًا[4](شرح الصدور، ص ۱۳۰)

ترجمہ: بیشک مسلمان ہمیشہ سے ہر زمانہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے اموات کے لئے بلا انکار قرآن شریف پڑھتے ہیں، تو یہ اجماع ہو گیا۔"

تو جس پر اُمّت کا اِجماع (اتفاقِ رائے) ہو گیا اس کو بدعت کہنا کس قدر جَہالت (ناسمجھی) اور دِلیری (بے باکی) ہے۔ خود مانعین کے اُستاذُ الکُل حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ، اِن کے خاندان میں سوم ہوتا تھا۔ ملفوظات میں ہے کہ شاہ وَلِیُّ اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا سُوم (تیسرے دن کا اجتماع) ہوا اور ایسا زَبردست (عظیم) ہوا کہ روزِ سُوم کثرتِ ہُجومِ مَردم آن قَدر بودند کہ بیرون از حساب است ،بشتاد ویک ختمِ کلامُ اللہ بہ شمار آمدہ، زیادہ ہم شدہ باشد و کَلِمَہ را حصر (گنتی) نیست۔"[5](الملفوظاتِ عزیزی، صَفحہ ۸۰)

ترجمہ: تیسرے روز آدمیوں کا اس قدر ہُجوم (بھیڑ) تھا کہ حساب سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ تو شمار میں آئے اور اس سے زیادہ ہی ہوئے ہوں گے اور کلمہ شریف کی تو کوئی شُمار (گنتی) ہی نہیں۔

اب گنگوہی صاحب اور سارے اکابرِ اَصغر وہابیہ دیکھیں کہ اِس میں دن کا تعیّن (مقرر کرنا) بھی ہے، اِجتماع بھی ایسا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور قرآن خوانی بھی ایسی ہے کہ اکیاسی تو شمار میں آئے اور کلمہ طیّبہ بھی پڑھا گیا اور وہ بھی لاکھ یا سوا لاکھ نہیں بلکہ اَن گنت (بے حساب)۔

اِیصالِ ثواب کا دوسرا نام قُل خوانی یا تیجہ: تو یہ خیرات وہی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعد کے زمانوں میں اِیصالِ ثواب کہا جاتا، لیکن یہ عموماً قاعدہ ہے کہ جو عمل کسی خصوصیت سے تعلق رکھتا ہو اُسے اُس نام سے موسوم (پکارا) کیا جاتا ہے، اس لیے اِس میں سورہ اخلاص وغیرہ بکثرت پڑھی جاتی ہے یا اِسے تیسرے دن کیا جاتا ہے، اس لیے اِسے قل خوانی یا تیجہ کہا جانے لگا۔ اِس کی مثال قرآن مجید کی سورتوں کے نام ہیں کہ جس سورت میں لفظ بقرہ ہے تو اس کا نام "البقرہ" ہے، کسی کا نام "آلِ عمران" وغیرہ۔

قُل خوانی یا تیجہ پر اجتماع: یاد رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ اَقدس میں اور پھر صَحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے دور تک شرعی عرفی نام نہیں تھے لیکن کام وہی ہمیں نصیب ہیں مثلاً صَحابہ، تابعین، تبع تابعین، حافظِ قرآن، قاری، عالِم، مفتی یہ نام تھے، اِسے ہی میلاد، گیارھویں، عُرس، قلخوانی، جمعراتیں وغیرہ کا عمل حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صَحابہ و تابعین کے زمانہ میں ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ پہلے زمانہ میں ایک فِرقہ "مُعتزلہ" اس کا مُنکر تھا، وہ تو مٹ گیا۔ انگریز نے سازش کر کے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو اِنہی مُعتزلہ کے اصول کو زندہ کرنے کی پٹّی پڑھائی۔ اس لیے مُنکرین کے انکار

---

[4] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص302، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ ١٩٩٦م)

[5] (جاء الحق از احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ، 1/252 تا 253، جیلانی بک ڈپو)

سے کیا بنتا ہے جبکہ ہمیں یقین ہے کہ یہ انگریز کی سازش ہے، ورنہ یہ عمل تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا محترم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور اپنے صاحبزادے سیدنا اِبراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے تیسرے دن خیرات کی، جسے عربی میں اِیصالِ ثواب کہتے ہیں، اور ہم نے سہولت کے لیے اس کا نام قُل خوانی رکھا، اور سِندھ و پنجاب وغیرہ میں اس کا نام تیجہ وغیرہ ہے۔ صرف نام کا فرق ہے جس کی تفصیل آئے گی۔ اسی طرح ہر زمانہ میں یہ عمل مَروّج (رائج) رہا۔ صرف محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار مُنکر ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی قُل خوانی: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جنہیں مخالفین اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں، اِن کا تیجہ ہوا جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے ملفوظات، ص ۸۰ میں اس طرح فرمایا ہے کہ تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر تھا، قرآن پاک کے ۸۱ ختم شمار میں آئے اور اس سے زیادہ بھی ہوں گے اور کلمہ طیّبہ کا اندازہ نہیں۔

انتباہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ہم زمان (زمانے کے) ہیں آپ اور آپ کے صاحبزادگان (بیٹے) اور تمام خاندان تمام خاندان اہلسنت تھے ان کا پوتا اسماعیل دہلوی، انگریز کے ہاتھ لگنے سے پہلے اپنے اباؤ اجداد کے طریقہ پر تھا جب انگریز کا آلہ کار بنا تب وہابیت کو ہندوستان میں پھیلایا اس سے قبل اور بعد کے دور کے حالات دیکھیں تو صاف ظاہر ہے کہ قل خوانی ہو یا کوئی اور عقائد و مسائل و عقائد اختلاف کرتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کے پیروکار ہے اور وہ محمد بن عبد الوہاب نجدی انگریز کی سازش سے ترکوں کے خلاف وہابیت کا جال بچھایا جو تا حال بلکہ دجال تک یہ فتنہ چلتا پھرتا اور مختلف رنگ اور ڈھنگ (انداز) بدلتا رہے گا۔[6]

باب اول

ضد اور ہٹ دھرمی (اکڑ) اور تعصب (جانبداری) سے نہیں بلکہ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ دراصل اپنے اموات (مرحومین) سے دوستی کا ایک ثبوت ہے کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو قبر میں جاتے جاتے کتنا مصائب (تکالیف) اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور اس کی نجات صرف اور صرف اپنے اعمال صالحہ کے علاوہ ایصال ثواب میں ہی ہے۔ اس سے سمجھ لیجئے کہ جب ایصال ثواب میں میت کی فلاح و بہبود (بھلائی) ہے تو پھر اس سے روکنے اور ترک کے اسباب ڈھونڈنے والا اموات کا کتنا بڑا دشمن ہو گا۔ اسی لیے ہمارے اوپر لازم ہے کہ ایصال ثواب میں کوتاہی برتنے والے کی اصلاح کر کے اس میں زیادہ سے زیادہ جدوجہد کریں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکوں اور منافقوں کے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرنے سے منع کیا ہے[7] اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا حکم دیا ہے۔[8] اگر کوئی اپنے فوت شدہ مردگان (مردوں) کو دعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہل سمجھتا ہے تو ایصال ثواب اور دعا مانگے، اگر انہیں ان کے قابل نہیں سمجھتا تو نہ مانگے۔

---

6) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے خوارج جہنم کے کتے ہیں اور ہر صدی میں طرز بدلتے بدلتے آخر میں دجال کا ساتھ دیں گے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں دیکھئے۔

7) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (التوبة:113)

8) وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر:10)

ہاں، عوام اہل اسلام کا یہ ضرور افسوس ہے کہ بعض لوگ مجلس ایصال ثواب میں خلافِ شرع چیزیں مثلاً دنیوی باتیں، ہنسی مزاح، گلہ شکوہ اور حقہ سگریٹ نوشی کرتے ہیں یا اسے رسم سمجھتے ہیں یا اس کی خیرات کو ضیافت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ ان امور سے انہیں پاک کیا جائے۔ لیکن بعض کم فہم اور نام نہاد مولوی یعنی وہابی دیوبندی سرے سے روک رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان نام نہاد مولویوں کے مکر و فریب سے ہمارے عوام اہل اسلام کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)

صحابی کی قُل خوانی: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میت کے گھر تیسرے دن تشریف لے جانا ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

فَلَبِثُوا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ[9] (مشکوٰۃ، ص ۳۱۰)

ترجمہ: جب صحابہ کرام دو یا تین دن ماعز کے ہاں ٹھہرے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

فائدہ: سب کو معلوم ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی دنیا میں تطہیر (گناہوں سے پاکیزگی) ہو چکی اور ان کی مغفرت کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت کچھ فرمایا، لیکن ایصال ثواب کے لیے ان کے گھر میں تشریف لے گئے تاکہ امتی کو معلوم ہو کہ میت کے گھر تیسرے دن جا کر مل کر میت کی خیر و بھلائی کا سامان بہم پہنچاؤ، کیونکہ میت کا عموماً قبر میں بُرا حال ہوتا ہے۔

میت قبر کے گڑھے میں اور ایصالِ ثواب کا فائدہ: حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ما الميت في قبره إلا شبه الغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو ولد أو صديق ثقة فإذا لحقته كانت أحب إليه من الدنيا وما فيها وإن الله تعالى ليدخل على أهل القبور من دعاء أهل الأرض أمثال الجبال وإن هدية الأحياء إلى الأموات الإستغفار لهم[10] (مشکوٰۃ ص ۲۰۶، رواہ البیہقی فی الایمان والدیلمی، شرح الصدور، ص ۲۹۹)

ترجمہ: مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے، اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تر ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کے مثل اجر و رحمت عطا فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا کی جائے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے مردے کا زندوں کی طرف سے کی جانے والی دعا اور بخشش کا منتظر ہونا اور زندوں کے ہدیہ و تحفہ یعنی دعائے بخشش کا ہونا، اس کے لیے بہت مفید ہونا بخوبی ثابت ہے۔

---

[9] (مشكاة المصابيح، كتاب الحدود ، الفصل الأول، 2/ 1058، الحديث 6562-(8) ،المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[10] (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، 2/ 728، الحديث 2355-(33) ،المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص 296إلى 297، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1996م)

مردگان کو زندوں کے ثواب سے فائدہ: حضرت ابو سَعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: يتبع الرجل يوم القيامة من الحسنات أمثال الجبال فيقول أنى هذا فيقال باستغفار ولدك لك [11]

(شرح الصدور، ص۹۹، رواہ الطبرانی فی الأوسط والبَیہقی فی سننہ)

یعنی قیامت کو انسان پہاڑوں جیسی نیکیاں پائے گا۔ عرض کرے گا: یہ کہاں سے آگئیں؟ جواب ملے گا: تیری اولاد نے تیرے لیے استغفار کی تھی، یہ وہی ہے۔

قُل خوانی اور نبی پاک ﷺ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ اور جندی میں ار قام (رقم) فرماتے ہیں:

كان اليوم الثالث عن وفاة إبراهيم بن محمد صلى الله عليه وآله وسلم ، جاء أبو ذر رضي الله تعالى عنه عند النبي صلى الله عليه وآله وسلم ومعه لبنُ النّاقة وخبزُ الشّعير فَوَضَعَهَا عِندَ البِنْتِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَأَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الفَاتِحَةَ مَرَّةً، وَسُورَةَ الإِخْلَاصِ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، وَقَرَأَ :اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، أَنْتَ لَهَا أَهْلٌ، وَهُوَ لَهَا أَهْلٌ. فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ، وَأَمَرَ أَبَا ذَرٍّ أَنْ يُقَسِّمَهَا، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثَوَابُ هَذِهِ الأَطْعِمَةِ إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ. (شرح البرزخ، تحفۃ الأحباب)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی وافات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، ان کے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ پس اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس رکھ دیا تو آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ الإخلاص تین مرتبہ پڑھی، اور یہ درود شریف پڑھا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، أَنْتَ لَهَا أَهْلٌ، وَهُوَ لَهَا أَهْلٌ

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج محمد ﷺ پر ایسا کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اپنے چہرے پر پھیرا، اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس کو تقسیم کر دیں، اور فرمایا": اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کیلئے ہے۔ آخرِ حدیث تک۔[12] (ھدیۃ الحرمین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا، اور کھانے سے پہلے فاتحہ دینا اور دونوں ہاتھ اٹھانا اور ان کا منہ پر پھیرنا اور کھانے کا تقسیم کرنا اور کھلانا اور ہر قسم کی عبادت مالی اور بدنی کا ثواب پہنچانا سنت ہے۔

تَبْصِرَا وِیسی غُفِرَلَہٗ: اگر مخالفین اِسی حدیث کو یوں ٹھکرا دیتے ہیں کہ یہ روایت کتبِ حدیث میں نہیں، حالانکہ یہ ان کا عُذر ہے، تو یہ کہاں کا اُصول ہے کہ جو حدیث نہ مِلے وہ یہ کہہ دے کہ یہ حدیث ہی نہیں۔ یہ عُذر نامعقول ہے۔ قطع نظر اِس کے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کے ناقل ہیں، اور شرح البرزخ جیسی مستند کتابوں میں اس کا حوالہ موجود ہے۔

---

[11] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص296، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ – 1996م)

[12] (ھدیۃ الحرمین از علامہ حافظ ابو الرشید محمد عبد الحکیم محدث دہلوی قادری رحمہ اللہ، الباب الثالث عشر، ص69، مکتبہ مصباح القرآن، جامع غوثیہ ٹرسٹ، مین مارکیٹ، گلبرگ، لاہور)

قل خوانی کے چنے: مولوی قاسم نانوتوی، مہتمم اعلیٰ دارالعلوم دیوبند نے اپنی تصنیف "تحذیر الناس" میں لکھا ہے کہ "جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ کسی مرید کا یکایک رنگ متغیر ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو بروئے مکاشفہ (کشف کے ذریعہ سے) اُس نے یہ کہا کہ "اپنی ماں آپ کو دوزخ میں دیکھتا ہوں"۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کلمہ پڑھا، تو یوں سمجھ کر بعض روایات میں اِس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُس کو اطلاع نہ دی۔ بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے وجہ پوچھی تو اُس نے عرض کی کہ "اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس پر فرمایا کہ "اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھے حدیث سے معلوم ہوئی، اور حدیث کی یہ تصحیح اِس کے مکاشفہ (کشف) سے ہوگئی۔"[13]

تَبْصِرَاوِیسی غُفِرَلَہٗ: اِس حوالہ پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں کیونکہ مخالفین کے قاسم العلوم کا بیان کردہ ہے، اگرچہ یہ در حقیقت فتوحات مکیہ شریف بلکہ اور کتب میں بھی ہے، اور حدیث شریف بھی ساتھ مذکور ہوئی جس کی صحت کی ضمانت خود قاسم العلوم صاحب نے دے دی۔ اب اتنا عرض ہے کہ قل خوانی اور تیجہ پر اتنی گِنتی کے چنے دو تین گھنٹے برادری کے لوگ کلمہ شریف پڑھتے رہتے ہیں، اس سے کئی لاکھ کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کلامِ الٰہی کے ختمات (ختم شریف)، اور گھر والوں کی طرف سے خیرات وصدقات کا ثواب، اور تمام لوگوں کا مل کر اس بندۂ خدا (میت) کے لیے دعا واستغفار نہ ایک بار بلکہ بار بار ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت کی فراوانی پر امید ورجاء کا حکم بھی ہے۔ اور مل کر کئی آدمیوں کے دعا مانگنے پر وعدہ کرم بھی ہے۔ ان وجوہ سے اگر کوئی بندہ خدا بخشا نہ جائے تو بحیثیت مسلمان ہونے خوشی ہونی چاہیے۔ بلکہ اچھے لوگ تو مجرموں کو چھڑانے کے لیے اس سے بڑھ کر حیلہ جتن کرتے ہیں۔ لیکن یہ (مخالف) ٹولی اچھے بھلے بخشش کے مستحقین کو جہنم رسید کرانے، یا جہنم میں پہنچانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ سچ ہے کہ بعض لوگ زندوں کے دشمن ہوتے ہیں، لیکن یہ ٹولہ زندوں کے ساتھ ساتھ مُردوں کے بھی دشمن ہے۔

سید الشہداء امیر حمزہ کی قل خوانی یا تیجہ: حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیسرے دن، دسویں دن، چالیسویں روز، چھٹے مہینے اور برسویں دن صدقہ دیا۔[14] ((انوارِ ساطعہ، ص۱۴۵)، مصنفہ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

فائدہ: حضور نبی کریم ﷺ کا دور مبارک اسلام کے اصول وقواعد وضوابط کا مقدس دَور تھا۔ آپ ﷺ کے پیارے دَور میں جو عمل ایک دفعہ ہوگیا تو وہ اسلام کا حصہ بن گیا، اور جو عمل بلالتزام (اہتمام کے ساتھ) اور بار بار آپ ﷺ سے صادر ہوا، تو وہ تو فرض قرار پایا۔ قل خوانی یا تیجہ یا ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے مستحبات بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کو علماء کرام کا عمل دلیل ہوتا ہے۔ یہاں (قل خوانی یا تیجہ کے ثبوت کے لیے) اتنا ہی کافی ہے۔ بعض وہابی و دیوبندی اصل مسئلہ سے ہٹ کر حدیث کو ضعیف یا موضوع ٹھہرانے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بے اصول طریقہ ہے اس لئے کہ علم المناظرہ کا واضح قاعدہ ہے کہ حوالہ مستند کتاب یا ثقہ ناقل کا ہو، اس کا انکار جاہل کرتا ہے یا احمق۔ اس لئے کہ جب ناقل ثقہ ہے تو پھر سند رسی اُس کے ذمہ ہے جس نے حدیث نقل

---

13) (تحذیر الناس از مولانا قاسم نانوتوی، ص59، دارالکتاب دیوبند، یوپی، 1997ء)

14) (ھدیۃ الحرمین از علامہ حافظ ابوالرشید محمد عبدالحکیم محدث دہلوی قادری رحمہ اللہ، الباب الثالث عشر، ص68، مکتبہ مصباح القرآن، جامع غوثیہ ٹرسٹ، مین مارکیٹ، گلبرگ، لاہور)

کی۔ اس کی تحقیق "مناظرہ رشیدیہ "(کتاب)اور فقیر کا رسالہ علم المناظرہ میں ہے۔جب ہم نے قل خوانی کا ثبوت احادیثِ مبارکہ سے پیش کیا ہے، اور فقہاء کرام رحمھم اللہ نے بھی جو ان کی تصریح کی ہے، اور مردے کو ان دنوں میں خیرات وصدقات اور قرآن خوانی وغیرہ کی شدید ضرورت ہے، پھر معتزلہ کے مذہب کو مضبوط کرنے کے لیے لنگڑے عذر کرنا انگریز کی سازش کا اتمہارے سے اظہار نہ کیا جائے تو تو اور کیا کہا جائے!

معتزلہ اور وہابی، دیوبندی: معتزلہ چند صدیوں پہلے اتنا عروج کر گئے تھے کہ بنو عباس کے بعض بادشاہوں نے ان کے مذہب کو سرکاری مذہب بنادیا، یہاں تک کہ اس کے خلاف جرم پھانسی یا کوڑے۔ ہمارے اہلسنت ائمہ وعلماء وفقہاء میں سے بہت سے ان کے ظلم وستم کا نشانہ بنے، یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ جیسے بزرگ کو جب کوڑے مارے جاتے تو کئی فرلانگ دور تک ان کی آہ وفغاں سنائی دیتی۔ اسی فرقہ معتزلہ کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ مرنے کے بعد قبر وغیرہ کچھ نہیں، نہ ثواب، نہ عذاب، وغیرہ اور نہ ہی مردہ کو ہم کوئی فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نہ وہ ہمیں کوئی نفع ونقصان پہنچاسکتا ہے۔ اس فرقہ کے رد کے لیے یہ مقولہ مشہور ہے کہ "مر گیا مردود، نہ فاتحہ نہ درود"۔ وہ فرقہ قدرتِ قدیر (اللہ تعالیٰ) نے ایسا مٹایا کہ اب ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ لیکن انگریز، جو دین کا دشمن تھا، نے ترکوں کے خلاف ایک سازش یہ بھی کی کہ محمد بن عبد الوھاب نجدی کو اپنا آلہ کار بنایا۔ انگریزوں کے ایک جاسوس "ہمفرے" (Humphrey) نے اس کا انکشاف کیا ہے۔ وہ کتاب انگریزی میں تھی[15]، اب اردو میں "ہمفرے کے اعترافات" کے نام سے چھپ گئی ہے۔

انگریزوں نے "کتاب التوحید" محمد بن عبد الوھاب سے تیار کرائی، جو معتزلہ کے اصول وعقائد کی ترجمان ہے، صرف الفاظ واصطلاحات اور طرزِ طریق بدلا تاکہ بدنامی نہ ہو۔ اس ن کو یوں سمجھ لیں کہ ہیں یہ پرانے شکاری لیکن جال نئے نئے ہیں۔

یہی کتاب التوحید ہمارے ملک ہند وپاک میں فرقہ معتزلہ کے عقائد ومسائل کی ترویج کا سبب بنی، ورنہ اسی اسماعیل دہلوی سے پہلے یہ جھگڑے نہ تھے۔ قل خوانی سے لے کر گیارہویں شریف تک اسی فرقہ معتزلہ کے اسی عقیدہ "مر گیا مردود، نہ فاتحہ نہ درود" پر جھگڑا ہے۔ دیوبندی ووہابی بظاہر تو کہیں گے کہ ہم کب منکر ہیں کہ میت کو ثواب نہ بخشو، لیکن جب سنی کوئی عمل میت کے لیے کرے گا تو پھر یہی وہابی دیوبندی روکنے کے لیے ہزاروں حیلے بنائیں گے۔ سب سے پہلے کہیں گا: یہ بدعت ہے، پھر کہیں گے: اس کا قرآن وحدیث میں ثبوت دو۔ وغیرہ۔

سنی طریقہ: داخلہ قبر سے پہلے اہلِ قبور (قبر والے) سوناز ونعم (آسائشوں) میں تھے، بڑی جائیداد جمع کی اور بڑی شان وشوکت سے زندگی گزار رہے تھے۔ جب پیغامِ اجل (موت کا وقت) پہنچا تو اب ٹنوں ٹن مٹی کے ڈھیر میں دبے پڑے ہیں۔ یہاں سے نہ واپس جانے کے ہیں نہ کچھ بتانے کے۔ ان کا معاملہ اب ان کے اعمال کے رحم وکرم پر ہے۔ کسی کو کیا معلوم کہ ان کے اعمال کیسے تھے اور انہیں کیا نصیب ہوا۔ ثواب یا عذاب (معاذ اللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کی خیر خواہی میں ایصالِ ثواب کا طریقہ بتایا، جس کے ادا کرنے کے مختلف طریقے ہیں، جن سے میت کی نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ ان میں ایک طریقہ "تیجہ" یا "قل خوانی" ہے۔ لہٰذا اس کے وارثوں، دوستوں اور خیر خواہوں کو سوچنا چاہیے کہ جب وہ تمہارے ساتھ تھے تو تم ان کی کیسی خوشامد کرتے تھے۔ آج وہی تمہارے محبوب مٹی میں دبائے گئے ہیں، جن کی عالمِ دنیا میں تم سو طرح ان کی خاطر داری کرتے تھے۔ جب وہ مر گیا تو تم اس کے مال کو دبا بیٹھے اور اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ تمہیں کیا معلوم کہ وہ بیچارہ کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس کے ساتھ پیار ومحبت کا تقاضا تو یوں تھا کہ جس طرح تم دنیا میں اس کی خدمت وخاطر تواضع کرتے تھے، مرنے کے بعد اس کے ساتھ بڑھ کر خاطر تواضع کرتے، کیونکہ اب وہ بیچارہ نہ خود بتا سکتا ہے نہ پیغام بھیج سکتا ہے۔ یہ

---

15 Confession of Humphrey

تواُمت کے غم خوار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے کہ فرمایا: "تم اپنے مردوں کے لیے ایصالِ ثواب کر کے انہیں قبر کے عذاب سے بچاؤ اور بہشت کی نعمتوں کا حقدار بناؤ۔" اسی لیے ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم ان کے لیے زیادہ سے زیادہ ثواب بھجوائیں، قرآن (قل، کلمہ) پڑھ کر، خیرات وغیرہ کر کے پہلے دن سے لے کر چالیسویں دن تک مسلسل پھر بھی ہم انہیں کبھی نہ بھولیں۔ کیونکہ احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں کہ مردہ قبر میں زندہ سے بھی زیادہ اس عالم میں ضرورت مند ہے، اور قبر میں تاریک گڑھے میں ڈوبے ہوئے کی طرح ہے۔ اب اس کا واحد سہارا قل، کلمہ اور خیرات وغیرہ کا ثواب ہی ہے۔ اسی لیے ہم اہلِ سنت اپنے عزیز کے مرنے کے بعد ایصالِ ثواب (ثواب پہنچانے) پر اپنی طاقت کے مطابق زور لگاتے ہیں تاکہ ہمارا عزیز کسی شامتِ اَعمال (برے اَعمال کے نتیجے میں آنے والی سزا) میں گرفتار نہ ہو۔ قرآن، قل، کلمہ اور خیرات کے ثواب سے نجات پا جائے۔ اور الحمد للہ انہی طریقوں سے لاکھوں کروڑوں عذاب میں گرفتار لوگوں نے نجات پائی جن کے واقعات سے اسلامی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اس لیے الحمدُللّٰہ ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم غریب مردہ کے خیر خواہ ہیں، لیکن اس برادری کا خود سوچئے کہ وہ ہر موڑ پر "بدعت" کی دھمکیاں دے کر اس کے روکنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، اور کھانے کے لیے بلاؤ تو پھر ان کی کیفیت دیکھیں، پلیٹیں نہیں تھال ہضم۔

انتباہ: قل خوانی، تیجہ اور دیگر معمولاتِ اہلِ سنّت بفضلہٖ اصولِ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں۔ ان لوگوں نے عوام میں بدعت کا ہوّا کھڑا کر کے اپنا الو سیدھا کر رکھا ہے۔ عوام "بدعت" کا نام سن کر ڈر جاتے ہیں حالانکہ عوام کو چاہئے کہ وہ پہلے مسئلہ کو سمجھ لیا کریں، پھر ان سے سوال کریں کہ ان مسائل کو اصولِ اسلام سے خارج کر کے دکھلائیں، صرف "بدعت، بدعت" کی رٹ نہ لگائیں۔

اہلِ سنّت کے طریقۂ ایصالِ ثواب کی تفصیل: فقیر اویسی غفرلہٗ قل خوانی یا تیجہ و دیگر معمولاتِ متعقلہ کا عرض کر دے تاکہ بدعت گروں سے پوچھا جائے کہ یہ طریقہ کون سے اسلامی طریقوں کے خلاف ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے اس کے اعزہ (قریبی رشتہ دار) یا احباب (دوست) بعد دفن کے غلہ (کھانا) پیسے فقراء (محتاج) کو دیتے ہیں کچھ کھانا پکا کر فقراء و مساکین (فقیروں) کو کھلاتے ہیں قرآن شریف پڑھ کر میت کی روح کو بخش دیتے ہیں بیشتر موتی کے کپڑے اور مستعمل اسباب بھی خیرات دیئے جاتے ہیں پھر روزانہ (ان کے لئے) غلہ کھانا پکا کر اپنی استطاعت کے موافق فقراء پر تقسیم کرتے ہیں۔

تیسرے دن کچھ لوگ مردے کے ورثاء کے گھر یا کسی مسجد میں عام ازینکہ (عام طور پر ایکہ) وہ اسی گورستان (مقبرہ) کے قریب ہو جس میں وہ میت مدفون ہے یا اس سے دور ہو جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ قرآن پڑھنے پر قادر نہیں ہوتے وہ چنوں پر سورہ اخلاص یا کلم طیبہ پڑھتے ہیں، جو لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں وہ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ چونکہ اس قدر قرآن شریف کا مہیا ہونا دشوار ہوتا ہے کہ ایک ایک آدمی کو دیا جائے اسی لیے تیس پارہ جدا جدا مجلد کئے ہوتے ہیں، ایک ایک بارہ امجد امجد کے ہیں، پارہ ایک ایک شخص کو دیا جاتا ہے۔ جب ایک ختم ہوتا ہے تو پر اکٹھا کر کے ختم پڑھتے ہیں اور یہ قرآن خوانی کا ایک مختصر وقت ہوتا ہے کہ جس میں آنے والے لوگوں پر بار خاطر نہیں ہوتا۔ قرآن خوانی کے علاوہ چنے بچھا دیئے جاتے ہیں ان پر کلمہ طیبہ کا ورد کیا جاتا ہے اور یوں بھی کہ باہر سے آنے والے دوست قرآن مجید وغیرہ پڑھ کر آتے ہیں۔ مقرر وقت پر ختم شریف پڑھ کر مجموعہ ثواب میت کی روح کو بخشا جاتا ہے اور اس کی بخشش اور رفع درجات کے لیے دعا، مانگی جاتی ہے۔ حسبِ استطاعت طعام کھلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک اپنے گھروں کو چلا جاتا ہے۔

۲۔ کہیں یوں ہوتا ہے کہ کھانا پکا کر ختم مروجہ پڑھ کر عام عوام، فقیر اور اغنیاء کو کھلایا جاتا ہے، اس کے ساتھ بعض گھروں میں وہی کھانا بھجوا دیا جاتا ہے جہاں بھیجا گیا وہ ہمسائیگاں یا رشتہ دار فقیر ہیں یا اغنیاء۔

۳۔ یہ سلسلہ قرآن خوانی کلمہ اور خیرات وغیرہ پہلے دن سے صبح وشام اور ہر جمعرات چالیس دنوں تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ جب جی چاہا اموات کی ارواح کو ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ لیکن خصوصیّت سال کے بعد عوام کا سالیانہ اور اولیا وخواص (صالحین) کا عرس کے نام سے پروگرام بنایا جاتا ہے یہی حال گیارہوں شریف کا ہے۔

فائدہ: ان ایام (تیجہ، قلخوانی) تیسرے دن یا جمعرات یا گیارہویں یا سالانہ (عرس) وغیرہ یا چالیسواں کی تخصیص اس لیے نہیں کہ ان دنوں ایصال ثواب کریں گے تو میت کو ثواب پہنچے گا ورنہ نہیں بلکہ اس کی مصلحت ہے کہ عوام وخواص اور احباب، دوست، اقرباء اور رشتہ دار خود بخود جمع ہو جائیں گے۔ یہ تعین و تخصیص شرعی نہیں مصلحت وضرورت کی ہے جو عموماً ہر دینی، دنیوی امور میں تمام لوگ کرتے ہیں۔

بے ڈھنگی چال: تجربہ شاہد ہے کہ یہ لوگ اہلسنت کے اکثر مسائل کا انکار کرینگے، دلیل ان کے پاس کوئی بھی نہیں کہ صاف قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت پیش کریں، پس اکثر مسائل پر کہیں گے یہ شرک ہے، یہ بدعت ہے وغیرہ وغیرہ ورنہ ہمارا چیلنج ہے کہ قرآن وحدیث میں صاف الفاظ دکھائیں جس میں تصریح ہو کہ قلخوانی یا تیجہ حرام ہے کسی کے پاس کوئی لنگر النجہ حوالہ ہو تو مجھے لکھ کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔

تاریخ مقرّر: تاریخ مقرر کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ فقراء کو اطلاع نہیں دینی پڑتی وہ اس تاریخ پر خود بخود آجاتے ہیں۔ دوسری آسانی یہ ہے کہ روزانہ پکانے میں اور تقسیم کرنے میں دقّت محسوس ہوتی ہے۔ خصوصیت سے تیسرے، دسویں، بیسویں اور چالیسویں دن کو کھلا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ چالیسویں کو فی الجملہ اس وجہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں کہ چالیسویں کے بعد مردوں کا تعلق گھر سے کم ہو جاتا ہے، نیز چالیسواں ایسا روز ہے جس پر مردے کی آزمائش ختم ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس (میت) کے بسبب قریبِ عہد موت کے میت کو چالیس دن تک اپنے گھر کا شوق رہتا ہے شرحِ برزخ میں ہے:

"يَنْبَغِي أَنْ يُوَاظَبَ عَلَى الصَّدَقَةِ لِلمَيِّتِ إِلَى سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَقِيلَ إِلَى أَرْبَعِينَ، فَإِنَّ المَيِّتَ يَشُوقُ إِلَى بَيْتِهِ"[16]

یعنی سات دن یا چالیس دن تک برابر میت کے لیے صدقہ دینا چاہیے، اس لیے کہ میت اپنے گھر کی مشتاق رہتی ہے۔ عرض یہ کہ چالیس روز تک مردے گھر کے مشتاق ہو کر آتے ہیں، اس کے بعد اوقاتِ فاضلہ (فضیلت والے وقتوں) میں ان کو گھر آنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ روح کا گھر آنا دو غرض سے ہے: ایک تو تعلقِ دنیوی کے لحاظ سے جو ان کو عالمِ حیات میں تھا، دوسرے اس خیال سے کہ دیکھیے احیاء (زندہ) ایصالِ ثواب میں اس کی کیا مدد کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ رسالہ "طلوع الثريا بإظهار ما كان خفيا" میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھلانا سات دن تک سنّت ہے اور خالص عربوں میں اب تک مکہ اور مدینہ میں یہ سلسلہ جاری ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہُ تعالیٰ عنہم سے لے کر اب تک یہ عمل مَتروک (ترک) نہیں ہوا، ہر طبقہ اپنے بزرگوں سے یہ امر سنتا رہا ہے یہاں تک کہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہُ تعالیٰ عنہم تک پہنچا۔[17]

فضیلتِ طعام وغیرہ: یہ جو ہم میّت کے لیے خیرات وغیرہ کرتے ہیں، اس کا ثواب جبرئیل علیہ اسلام نور کے طبق (تھال) میں رکھ کر نہایت اہتمام سے قبر کے پاس لے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہارے اہل نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ مردے اس ہدیہ سے نہایت خوش ہو کر دعا دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل اور بہترین واقعات فقیر کی تصنیف اعانتُ الأحباب بایصالِ الثواب میں دیکھئے۔

---

[16] (ھدیۃ الحرمین از علامہ حافظ ابوالرشید محمد عبدالحکیم محدث دہلوی قادری رحمہ اللہ، الباب الثالث عشر، ص69، مکتبہ مصباح القرآن، جامع غوثیہ ٹرسٹ، مین مارکیٹ، گلبرگ، لاہور)

[17] (الحاوي للفتاوي للسوطي، مبحث المعاد، طلوع الثريا بإظهار ما كان خفيا، 2/ 234، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت-لبنان، عام النشر: ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م)

طعام وغیرہ نہ دینے سے میّت کی حالتِ زار: جن اہلِ اموات کو ثوابِ نہیں بھیجا جاتا ہے وہ قبور میں نہایت ہی مغموم (غمگین) و محزون اور ان کی حالتِ زار قابلِ رحم ہوتی ہے۔ حدیثِ شریف میں ہے:

عن أنس سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من أهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته إلا أهداها له جبريل على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية أهداها إليك أهلك فاقبلها فتدخل عليه فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى إليهم شيء[18] (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کوئی بھی میّت کے لیے خیرات کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام اس کا ثواب نور کے تھال میں لے کر میّت کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ اے قبر والے تمہارے عزیزوں نے تمہارے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس کے بعد وہ اسے لے کر قبر میں جاتے ہیں اس سے وہ بہت خوش ہوتے ہیں لیکن جن کو ثواب نہ بھیجا گیا وہ مغموم (غمگین) ہوتے ہیں۔

نکتہ: ایصالِ ثواب کے ایک نکتہ حضرت ملا علی قاری رحمۃُ اللہِ تعالی علیہ مرقاۃ شرح مشکاۃ میں لکھتے ہیں کہ

قَالَ العَسقلانِيُّ فِي فَتاوَاهُ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ فِي عِلِّيِّينَ وَأَرْوَاحُ الكَافِرِينَ فِي سِجِّينٍ وَلِكُلِّ رُوحٍ بِجَسَدِهَا اتِّصَالٌ مَعْنَوِيٌّ لَا يُسبِهُهُ الِاتِّصَالُ فِي الحَيَاةِ الدُّنْيَا بَلْ أَشْبَهُ شيء بِحَالِ النَّائِمِ وَإِنْ كَانَ هو أَشَدَّ مِنْ حَالِ النَّائِمِ اتِّصَالًا[19]

ترجمہ: امام عسقلانی مصنف فتح الباری شرح بخاری رحمۃُ اللہِ تعالی علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اہلِ ایمان کی ارواح "علّیین" (سب سے بلند مقام) میں اور اہلِ کفر کی ارواح "سجّین" (سب سے پست مقام) میں ہوتی ہیں اور ہر روح کو جسم سے معنوی اتصال (روحانی تعلق) ہوتا ہے، لیکن نہ زندوں کی طرح، بلکہ ایسے جیسے نیند والے کا حال ہے، لیکن مردے کی روح کا جسم سے اتصال معنوی نیند والے سے بھی بڑھ کر ہے۔

فائدہ: سمجھدار کو یقیناً سمجھ آجائے گا کہ جب میّت کی روح کو اس کے جسم سے اتصالِ معنوی ہے تو لازماً اسے ادراک بھی ہے۔ اور جب ادراک ثابت ہوا تو بقاعدہ "إذا ثبت الشيءُ، ثبت بلوازمه" یعنی جب کوئی شئ ثابت ہو جاتی ہے، تو اس کے تمام لوازمات بھی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے عقلمند یقین کر سکتا ہے کہ اموات کو ایصالِ ثواب پہنچانا ایک لازمی امر ہے۔

ادراکِ اولیاء: مذکور ادراک (علم) تو ہے عوام کا، اولیاء کرام کا ادراک اس سے کئی گنا زائد ہے۔ چنانچہ یہی ملا علی قاری رحمۃُ اللہِ تعالی علیہ، اسی مرقاۃ شرح مشکاۃ میں لکھتے ہیں:

---

[18] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص300، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[19] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، 3/ 1177، الحديث1630، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

إِذَا كَانَتْ لَطِيفَةً يَتْبَعُهَا الْجَسَدُ فِي اللَّطَافَةِ فَتَسِيرُ بِجَسَدِهَا حَيْثُ شَاءَتْ وَتَتَمَتَّعُ بِمَا شَاءَتْ وَتَأْوِي إِلَى مَا شَاءَ اللهُ لَهَا كَمَا وَقَعَ لِنَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْمِعْرَاجِ وَلَا تَبَاعُدَ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ حَيْثُ طُوِيَتْ لَهُمُ الْأَرْضُ، وَحَصَلَ لَهُمْ أَبْدَانٌ مُكْتَسَبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ، وَجَدُوهَا فِي أَمَاكِنَ مُخْتَلِفَةٍ فِي آنٍ وَاحِدٍ، وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[20]

ترجمہ: روح جس وقت لطیف ہوتی ہے جسم، لطافت میں اس کا تابع ہوتا ہے، پھر روح جسم کے ساتھ جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور جس چیز سے چاہتی ہے مُتَمَتّع ہوتی (فائدہ اُٹھاتی) ہے۔ اور یہ امر اولیاء اللہ سے دور نہیں ہے ایسی صورت میں کہ زمین ان کے لیے لپٹی جاتی ہے، اور ان کے لیے ابدانِ متعدد (متعدد اجسام) حاصل ہو جاتے ہیں، جس سے وہ مکاناتِ مختلفہ (مختلف مقامات) میں آنَ واحد (ایک وقت) میں پائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

ف: اگر قبر کے ساتھ کوئی سایہ دار درخت نہ ہو، پھر شامیانہ (سایہ دار خیمہ) کھڑا کیا جائے یا ڈیڑھ، نصف شامیانہ بنایا جائے تا کہ پڑھنے والوں کو آرام ملے تو کچھ مُضائقہ (حرج) نہیں۔ مرقاۃ میں ہے:

إِذَا كَانَتِ الْخَيْمَةُ لِفَائِدَةٍ مِثْلَ أَنْ يَقْعُدَ الْقُرَّاءُ تَحْتَهَا فَلَا تَكُونُ مَنْهِيَّةً. قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ: وَاخْتُلِفَ فِي إِجْلَاسِ الْقَارِئِينَ لِيَقْرَءُوا عِنْدَ الْقَبْرِ، وَالْمُخْتَارُ عَدَمُ الْكَرَاهَةِ[21]

ترجمہ: جب قبر پر شامیانہ وغیرہ کسی فائدے کے لیے لگایا جائے، جیسے کہ قاری اس کے نیچے بیٹھ کر قرآن پڑھیں، تو اس کی ممانعت نہیں۔ ابن الہمام رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قاریوں کو قبر کے پاس بٹھا کر قرآن پڑھوانے میں اختلاف ہے، مگر مختار مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں۔

نوٹ: قبور پر قرآن پڑھنے اور پڑھانے پر وہابیوں، دیوبندی کو اختلاف ہیں، (اگرچہ خود گاندھی کی ارتھی پر قرآن خوانی کرتے رہے۔ وہ نامعلوم کس بناء جائز تھا) اس کے دلائل ہم نے اعانت الاحباب بایصال الثواب میں لکھ دیے ہیں۔

مردے کا بُرا حال: فقیہ ابواللیث رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا کہ تمام اہلِ قبور قبروں سے نکل کر حلقہ (گھیرا) باندھ کر بیٹھ گئے، ان میں ایک نوجوان میلے کپڑے مَغموم (غمگین) بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد خوانچے (کھانے کے ٹوکرے) آئے اور سب لے کر چلے، اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس بزرگ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لیے تحائف (خیراتیں اور ثواب وغیرہ) بھیجے، لیکن میں ایک مصیبت کا مارا ہوں، میری ماں مجھے حج کے لیے لے کر آئی، میں یہاں فوت ہو گیا، وہ کہیں نکاح کر چکی ہے اور عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا، کبھی کوئی خیرات اور ثواب نہیں بھیجتی۔ بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا اور وہاں پہنچ کر اس سے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی۔ بزرگ نے اس کا حال بتایا تو بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول ہو گئی، اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لیے ایصالِ ثواب کریں۔ بزرگ فرماتے

---

[20] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، 3/ 1183، الحديث1632، دار الفكر، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[21] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، 3/ 1217، الحديث1697، دار الفكر، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

ہیں: میں نے دوسری جمعرات اسی گورستان میں سو رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا، سفید کپڑے پہنے ہوئے اور نہایت خوش و خرم ہے اور میرے پاس آکر خوب دعائیں دیں۔[22](تنبیہ الغافلین)۔ ملخصًا

فائدہ: یہ وہ فقیہ ابواللیث رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیث حفظ تھی اور اپنے زمانہ میں امامُ الہُدیٰ کے لقب سے مشہور تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے چوتھے واسطہ سے شاگرد تھے، حنفی المذہب اور بہت بڑے فقیہ تھے۔

درسِ عبرت: اس واقعہ سے وہی عبرت حاصل کرے گا جس کے دل میں اپنے اموات کا دل میں درد ہو، ورنہ بے درد ظالم کو کیا خبر۔

قرآن سے فائدہ: حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وعن حميد بن الأعرج قال من قرأ القرآن وختمه ثم دعا أمن على دعائه اربعة آلاف ملك ثم لا يزالون يدعون له ويستغفرون ويصلون عليه الى المساء او الى الصباح[23](تفسیر رُوحُ البَیان، پ:۷، سُورۃ الانعام)

ترجمہ: حضرت اعرج رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک ختم کرے اور پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں، اور پھر ہمیشہ اس کے لیے صبح و شام دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

مسئلہ: قرآن پاک کے ایک حرف کے پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ "الف ، لام ، میم" ایک حرف نہیں بلکہ ایک ایک حرف ہے: "الف" ایک، "لام" دوسرا، اور "میم" تیسرا حرف۔ تو جو شخص صرف "الم" پڑھے گا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔[24](الحدیث)

مذکورہ حوالہ تفسیر و حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، اور دوسرا قرآن پاک پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اور چونکہ انسان مرنے کے بعد ایصالِ ثواب میں قرآن خوانی ہوتی ہے، اور اس وقت قرآن پاک ہی پڑھا جاتا ہے، لہٰذا اس وقت کی دعا میّت کے حق میں مفید اور اس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔

خبردار مسلمان!!! تھوڑی سی محنت سے ایک غریب مسلمان کی بخشش ہو جائے تو اور کیا ہیے ہم تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید پر بحکمِ رسول ﷺ مُردے کو قبر و حشر کے عذاب سے بچانے کی جد وجہد کرتے ہیں، لیکن جس کی بد قسمتی اَزَلی ہے تو وہ بے شک روکتا پھرے۔

مردے کو ثواب کا حکمِ نبوی ﷺ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آکر عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے، اس کو کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی"۔ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هَذِهِ لأم سعد[25] یعنی پس حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے"۔ (ابوداؤد، ص ۲۳۔ مشکوٰۃ، ص ۱۹)

---

[22] (تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي، باب: فضل الجمعة، ص299، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1421 هـ 2000 م)

[23] (روح البيان، سورة الأنعام: 92، 3/66، دار الفكر بيروت)

[24] (سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر، 5/ 161، الحديث 2910، دار الكتب العلمية)

[25] (مشكاة المصابيح، كتاب الزَّكَاة، بَاب فضل الصَّدَقَة، 1/ 597، الحديث 1912، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985 م)

۲۔اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا:"میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں،اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کی تلقین کرتیں۔اب اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" :نعم تصدق عنها "[26]یعنی ہاں،تم ان کی طرف سے صدقہ کرو۔(بخاری شریف،۳۸۶)

۳۔حدیثِ شریف میں ہے:مَنْ قَرَأَ الإِخْلَاصَ أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الأَجْرِ بِعَدَدِ الأَمْوَاتِ[27]

یعنی جو شخص گیارہ بار سورۃ الإخلاص پڑھے اور پھر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے،تو اس کو تمام مُردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

۴۔حضرت زید بن أسلَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !کیا میں اپنے فوت شدہ والد کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں؟"فرمایا:"ہاں"۔[28](شرح الصدور،ص۱۲۹)

فائدہ: اِن تمام روایات سے ایصالِ ثواب کا واضح طور پر ثبوت ملتا ہے۔مخالفین کے علماء نے بھی اپنی کتابوں میں اس کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۔چُنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

پندارندکه اِرْسَانِیدَنْ باموَات بالطعام وفاتحه خوانی خوب نیست، چه این معنی بهتر و اَفْضَل است[29]

ترجمہ: کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مُردوں کو طعام(کھانا)اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں،کیونکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔(صراط مستقیم)

۲۔مخالفین کے پیر و مُرشِد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:"نَفسِ اِیصالِ ثَوابِ اَرْواح و اَموات (روحوں اور مُردوں کو ثواب پہنچانے کے معاملے) میں کسی کو کَلام(اعتراض) نہیں۔(اگر) اس میں بھی تحقیق و یقین کو مَوقوف عَلَیْہِ ثَواب (ثواب کے لیے لازمی شرط) کا سمجھے یا واجِب،فَرض اعتقاد کریں،تو ممنُوع (حرام یا ناجائز) ہے۔اور اگر یہ اعتقاد نہیں،بلکہ کوئی مَصلحت (فائدہ) کا باعث تقلِیدِ یَیِّتِ کَذا یہ (کسی مخصوص طریقے کی پیروی) ہے،تو کوئی حَرَج (قباحت) نہیں۔"[30](فیصلہ ہفت مسئلہ،ص۱۱)

الحمد للہ! مذکورہ روایات سے ایصالِ ثواب کا جواز سورج کی طرح روشن ہو گیا،اور چونکہ قل خوانی،تیجہ شریف میں میّت کو ایصالِ ثواب ہی کیا جاتا ہے،لہٰذا اس کے جواز میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ہاں،منکر کو ضد ہے تو ضد کا کیا علاج۔

---

[26](مشكاة المصابيح،كتاب الزَّكَاة، بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ،1/ 607،الحديث 1950 ،المكتب الإسلامي – بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

[27] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور،باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[28] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور،باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص301، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[29](صراط مستقیم،ہدایت ثالثہ در ذکر بدعاتیکہ،1/127،اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور)

[30] (فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی،دوسرا مسئلہ:فاتحہ مروجہ،ص29،مسلم کتابوی لاہور رُومی پبلیکیشنز،اردو بازار لاہور،1986ء/1406ھ)

باب دوم

زمانۂ نبوی ﷺ سے تا حال: نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور ان کے ہمنواؤں کے سوا یہ طریقہ تا قیامت جاری رہے گا اور امت جاری رہے گی، اور یہ لوگ معتزلہ کی شاخ ہیں، تحریکِ وہابیت سے یہ وبا پھیلی ذیل کی روایات سے حقیقت واضح ہے۔

قبر کی طرف آمد و رفت: خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔[31]

ف: یہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا دور ہے۔

بے شمار فائدے: ابو محمد سمرقندی نے سورۃ الاخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا، تو مردوں کی تعداد کے مطابق اُسے اجر ملے گا۔[32]

ف: سمرقندی کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔

قیامت کا فائدہ: ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۃ الفاتحہ، الاخلاص اور الھٰکم التکاثر پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی کہ "اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا"۔ تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے۔[33]

ثواب کی تقسیم: قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایتِ کیا: انہوں نے کہا کہ عماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہاں، ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا، تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔[34]

گورِستان میں قرآن خوانی: عبد العزیز خلال کے ساتھی، انہوں نے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مردوں کے عذاب میں تخفیف (کمی) فرمادے گا، اور پڑھنے والے کو ان کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔[35]

---

[31] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[32] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[33] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[34] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[35] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ "اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو" دو احتمال رکھتی ہے: ۱۔ مرتے وقت، ۲۔ قبر پر۔ پہلا قول جمہور (اکثریت) کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی رحمہ اللہ کا، اور شوافع علمائے متاخرین میں سے محب طبری رحمہ اللہ نے اس کو عام رکھا۔ غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں اور عبد الحق نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ "جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ، معوذتین (سورۃ فلق وناس) اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہلِ قبر کو پہنچادو کیونکہ یہ پہنچتا ہے"۔[36] (شرح الصدور)

پڑھنے اور سننے والے اہلِ قبر کو ثواب: قُرطُبی نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سُننے کا ثواب ہے۔ اسی لیے تو نصِّ قرآنی کے بموجب (مطابق) قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قُرطُبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچادے۔ حنفیوں کے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جو میّت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے، ورنہ جہاں چاہے پڑھے، کیونکہ خدا ہر جگہ کی قراءت سننے والا ہے۔ اسی لیے ہم اہلِ سنّت اموات کے لیے قبور پر بھی ختم کراتے ہیں اور گھروں میں پڑھ کر ثواب اہلِ قبور کو پہنچاتے ہیں۔[37]

امام قُرطُبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا استدلال: علّامہ قُرطُبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر ایک حدیث سے استدلال کیا ہے، اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا، اور فرمایا کہ "جب تک یہ تر رہیں گی، قبر والوں سے عذاب میں تخفیف (کمی) ہو گی۔"[38]

خطّابی نے کہا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہے، سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہے، تو خدا تسبیح کی وجہ سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ تو مومن اگر قبر کے پاس قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہو گا؟ پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل (دلیل) ہے۔[39]

سبز ٹہنی سے مردے کو فائدہ: ابنِ عَساکِر رحمہ اللہ نے حمّاد بن سلمہ رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر سے گزرے، قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا، تو آپ ﷺ نے ایک ٹہنی اس پر لگا دی اور فرمایا کہ "شاید عذاب میں کمی ہو۔"[40]

---

[36] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[37] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[38] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص305، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[39] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص305، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[40] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص305، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

ف: حضور علیہ السلام کے شاید فرمانے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی شک والا معاملہ ہے، بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ یقین کے موقع پر اس طرح تواضُعاً(عاجزی کے طور پر) فرمادیا کرتے تھے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا: فَيَقُولُ يَا رَبِّ، أَنَّى لِي؟ فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ[41](مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب! میرا درجہ کیونکر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے، اس کے سبب سے۔

فائدہ: مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اگر کسی بندۂ نیک یا کسی عام بندے کے لیے ایصالِ ثواب یا دعائے بخشش کی جائے تو اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں، اور اگر وہ گنہگار ہو تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر میّت کے لیے اور کیا چاہیے! لیکن جسے میّت سے دشمنی ہو گی، وہ اس کے روکنے اور بند کرنے کے اسباب نہیں بنائے گا تو اور کیا کرے گا۔

مکمل نجات: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أمتي أمة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبورها لا ذنوب عليها يمحص عنها باستغفار المؤمنين لها[42]

(شرح الصدور للسیوطی)

ترجمہ: "میری اُمّت اُمّتِ مرحومہ ہے، وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہو گی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔"

فائدہ: غور فرمائے کہ میت کی بات ہمارے ایصال ثواب سے ہوئی۔

حق وباطل کی جنگ: ہمارے دور کے وہابی دیوبندی نجدی کو خوش کرنے کے لیے معتزلہ وخوارج کے اصول وقواعد کو زندہ کرنے کی فکر میں ہیں اور اہلِ علم کو معلوم ہے کہ دورِ سابق میں ایصالِ ثواب کے منکر معتزلہ تھے چانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

وفي دعاء الأحياء للأموات وصدقتهم أي: صدقة الأحياء عنهم) أي عن الأموات (نفع لهم)

أي: للأموات خلافاً للمعتزلة[43]

ترجمہ: اور زندوں کا مردوں کے لیے دعا کرنا یا صدقہ وخیرات کرنا۔ مردوں کے لیے نفع کا باعث ہے اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔

قُدَماء سنّی: ہماری طرح ہمارے اَسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے معتزلہ کا بہت بڑے دلائل سے رد فرمایا ہے منجملہ ان کے ایک یہ کہہ کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی

---

[41] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص298، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[42] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص298إلى 299، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[43] (شرح العقائد النفسية، وفي دعاء الأحياء للأموات وصدقتهم، ص356إلى 357، مكتبة المدينة، كراتشي-باكستان، الطبعة: الأولى، 1430هـ 2009م)

بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب کرنے کے وقت چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ اس کے بعد آپ نے تر چھڑی چیر کر قبروں پر رکھ کر فرمایا اس سے قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔[44] طریقہ استدلال امام قُرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے گزر چکا۔

نمازِ جنازہ سے استدلال: جیسے ہم اپنے زمانہ کے معتزلہ یعنی منکرینِ قُل خوانی وغیرہ کو مختلف طریقوں سے سمجھاتے ہیں ایسے ہی معتزلہ کو اس عقیدہ کے رد میں کہ مرنے کے بعد زندہ لوگ مُردے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہمارے اسلاف رحمہ اللہ نے سمجھایا کہ اگر زندہ لوگ مُردے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہمارے اسلاف رحمہ اللہ نے سمجھایا کہ زندہ لوگ مردے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو نمازِ جنازہ کس لیے یہ بھی تو زندہ کا فائدہ پہنچانا ہے اس معتزلہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

میّت کو دعا کا فائدہ: مُحدّث ابنِ اَبی الدُّنیا رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر قبر کا حال پوچھا، تو اُس نے کہا: ایک شخص آگ کا کوڑا لے کر میری طرف آنے لگا، اگر دعا کرنے والے میرے لیے دعا نہ کرتے تو وہ مجھے مار ہی دیتا۔ (شرح الصدور)

فائدہ: نمازِ جنازہ کی دعا سے لے کر قل خوانی، تیجہ وغیرہ میں اہلِ سُنّت کے ہاں دعائیں تو ہوتی ہیں لیکن وہابیوں، دیوبندیوں نے نمازِ جنازہ کے بعد دعا سے لے کر ہر موقع پر دعاؤں اور خیراتوں سے روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس سے ہم انہیں کیا کہیں؟ معتزلہ یا خارجی!

قرآن خوانی کا فائدہ: ایک عورت کا انتقال ہو گیا، اور انتقال کے بعد اُس کی سننے والی عورت نے خواب میں اُسے دیکھا کہ وہ ایک تخت پر موجود ہے اور اُس تخت کے نیچے نور کا برتن ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا: میرے شوہر کا ہدیہ (تحفہ) ہے، جو اُس نے میرے لیے روانہ کیا تھا۔ پھر وہ عورت جب بیدار ہوئی تو اس کے شوہر نے اپنا خواب بیان کیا۔ اس کے شوہر نے کہا: یہ سچ ہے، کل میں نے اپنی بیوی کو قرآن پڑھ کر ثواب پہنچایا تھا۔ (شرح الصدور)

فائدہ: قرآن خوانی سے عورت نے کتنا فائدہ پایا، یہ تو ایک بار کا فائدہ ہے۔ ہم میّت کے پہلے روز سے کئی روز تک قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں، جسے دیوبندی وہابی بدعت سے ڈرا دھمکا کر کتنا زور لگاتے ہیں۔ تو اس سے سوچئے یہ کون اور کیا ہیں۔

قُل خوانی سے اموات کو فائدہ: مُحَدِّث ابنِ عساکر رَحِمہُ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ابو نُواس کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر قبر کا حال پوچھا تو فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس شخص نے کہا: تم تو دنیا میں بڑے گڑبڑ آدمی تھے، تمہاری بخشش کیسے ہوئی؟ جواب دیا: ایک نیک آدمی نے قبرستان میں آکر دو رکعت نماز نفل پڑھی، اس میں دو ہزار مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد پڑھ کر اس کا تمام قبرستان والے اموات کو ثواب بخشا، میں بھی ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں آ گیا۔[45] (شرح الصدور، ص-۲۸۶)

---

[44] (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب ما جاء في غسل البول، 89/1، الحديث215، دار ابن كثير، 1414ھ/ 1993م)

[45] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص284، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

فائدہ: اس بزرگ نے تو صرف دو رکعت نماز میں سورۃ اخلاص پڑھی، تو تمام قبرستان والے بخش دیے گئے، اور الحمدُ للہ ہم تو ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مل جل کر سورۃ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَد وغیرہ پڑھ کر ایک میّت کی بخشش کا بارگاہِ الٰہی سے سوال کرتے ہیں، تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہوتی ہے کہ ہمارے مردہ کو بھی بخش دیا جاتا ہو گا۔ لیکن وہابی و دیوبندی اپنے مردوں کو بخشوانا چاہتے ہی نہیں، ورنہ وہ خود تو محروم ہیں اور دوسرے لوگوں کو محروم کرنے میں اتنی رکاوٹیں کھڑی نہ کریں۔

بسم اللہ کی برکت: فتاویٰ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب دُرِّ مُختار میں ہے:

أوصى بعضهم أن يكتب في جبهته وصدره. بسم الله الرحمن الرحيم - ففعل، ثم رئي في المنام فسئل فقال: لما وضعت في القبر جاءتني ملائكة العذاب، فلما رأوا مكتوبا على جبهتي بسم الله الرحمن الرحيم قالوا: أمنت من عذاب الله.[46]

ترجمہ: کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم لکھ دیں۔ لکھ دی گئی، پھر خواب میں نظر آنے پر حال پوچھنے پر فرمایا: جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے، جب انہوں نے میری پیشانی پر بسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم لکھی دیکھی تو کہا: تجھے عذابِ الٰہی سے امان ہے۔

فائدہ: اسی لیے ہم اہلِ سنت مردہ کے کفن پر بسمِ اللهِ شریف اور کلمہ شریف لکھتے ہیں تاکہ اس کی برکت سے غریب مردہ کی بخشش ہو۔[47] لیکن وہابی و دیوبندی کَنّی کَترانے پر بھی لڑ مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، بلکہ آپ تجربہ کر لیں کہ میّت کی بخشش کا کوئی بھی سبب بنایا جائے تو یہ لوگ اس پر بدعت اور شرک کا فتویٰ چلا کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے۔ اگر یہ سب نہ ہوتا کہ مسلمان کی بخشش نہ ہو۔ یہ تو ایسے ہیں جیسے ابلیس نے قسم کھا کر اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں کسی بھی آدم زاد کو بہشت میں نہ جانے دوں گا۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا": جو شخص قبرستان میں گیا اور اس نے گیارہ بار سورۃ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشا تو اُس کو مُردوں کی تعداد کے مطابق اجر عطا کیا جاتا ہے۔"[48] (الحدیث)

مردے سفارشی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور قل ھو اللہ احد اور الھکم التکاثر یعنی دونوں سورتیں پڑھے اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشے تو تمام مردے قیامت کے روز اس کی سفارش کریں گے۔"[49]

---

[46] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الصلاة، باب: الشهيد، ص124، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2002 م)

[47] اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کی کتاب کَفنی میں لکھی ہوئی پڑھ لے۔ — "اویسی غفرلہ

[48] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[49] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(تذکرۃ الموتی، ص۹۱)

سورۃ یٰسین: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں سورۂ یٰسین پڑھے تو مردوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور مردوں کی تعداد کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔[50](شرح الصدور، ص۲۹۴)

قرآن خوانی: امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جس وقت قبرستان میں داخل ہو، سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اُن کا ثواب قبر والوں کو پہنچائے۔[51](احیاءُ العلوم)

فقہاء کرام کا قول ہے کہ جو شخص میّت کو خود سے مانوس کرنا چاہے، تو اُسے چاہیے کہ وہ اُس کی قبر کے پاس قرآن پڑھے۔[52](فتاوی قاضی خان)

امام نووی رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور پھر دعا کرے۔[53](شرحُ الصدور، ص۲۹۳)

سال بھر کے ثواب کی تقسیم: حمّاد مکّی سے روایت ہے کہ ایک رات میں مکّہ کے قبرستان میں گیا اور ایک قبر پر سر رکھ سو گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا: "کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟" انہوں نے کہا کہ نہیں، ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر ہمیں ثواب پہنچایا تھا، وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔"[54](شرحُ الصدور، ص۲۹۳)

مردے کی دعوت: سفیان بن عُیَینہ کا بیان ہے کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور میں بہت رویا اور ان کی قبر پر ہر روز جاتا تھا۔ پھر کچھ کمی کر دی۔ تو ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں "اے میرے بیٹے! تم اب روز کیوں نہیں آتے؟" میں نے پوچھا کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟" انہوں نے کہا کہ "میں، ہر روز تمہارے آنے کا معلوم کر لیتا تھا، اور جب بھی تم آتے تھے تو میں تمہیں دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔" چنانچہ میں نے پابندی سے جانا شروع کر دیا۔[55](بیہقی شریف)

مردے خوش: حضرت ابو دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ "میں ہر روز اپنے باپ کی قبر پر جانے کا عادی تھا، پھر کچھ روز بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مٹی ہے، اس پر جانے کا کیا فائدہ؟" چنانچہ میں نے جانا ترک کر دیا تو ایک روز والد صاحب کو خواب میں دیکھا وہ

---

[50] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[51] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[52] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[53] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص303، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[54] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر ، فصل في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص304، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[55] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب فضل الشهيد، فصل فيه فوائد، ص223، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

فرمانے لگے کہ "اے تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا؟" میں نے کہا کہ مٹی کے ڈھیر پر آکر کیا کروں؟" انہوں نے فرمایا کہ بیٹا تم ایسے نہ کہو، جب تم میری قبر پر آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس ہوتے تھے تو میں تم کو دیکھتا رہتا تھا حتیٰ کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے تھے۔[56](بیہقی شریف)

آخری گزارش: اللہ تعالی اپنے بندوں کو بخشنا چاہتا ہے، انہیں پکڑنا اور جہنم میں دھکیلنا نہیں چاہتا۔" ان مختلف مسائل سے قطع نظر، اللہ تعالی کی بخشش کے بیشمار واقعات صحاحِ ستہ وغیرہ میں موجود ہیں، مثلاً اللہ تعالی ایک دوزخی کو اس لیے بخش دے گا کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔[57](بخاری)

ایک دوسرے کو اس لیے بخشا کہ اس نے راستہ سے کانٹا وغیرہ ہٹا دیا۔[58](بخاری)

جب وہ کریم ان معمولی اعمال سے بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے تو پھر قرآن مجید اور خیرات اور نیک لوگوں کی دعاؤں سے کیوں نہ بخشے گا؟ اس لئے کہ

؎ رحمتِ حق بہانه می جوید بہا نمی جوید؟ یعنی رحمتِ حق سبب چاہتی ہے، اپنی بخشش کی قیمت وبدلہ نہیں چاہتی۔

سنی برادری: یہود و نصاریٰ کی گہری سازش سے تحریکِ وہابیت چلی۔ جس سے معتزلہ وخوارج کے اصول وعقائد کو نیا رنگ دے کر اسلام کے عقائد و مسائل کو شرک وبدعت کی لپیٹ میں لے لیا۔ جن کی بد قسمتی تھی وہ اس لپیٹ میں آگئے اور آرہے ہیں۔ اسی لیے غور سے دیکھ لیں کہ یہ بگڑنے والے آپ بگڑے ہیں یا ان کے باپ، ورنہ ان کے دادا اور پردادے ہمارے ساتھ قلخوانی، جمعراتیں، عرس، گیارھویں میں شریک تھے؟ اس لیے ان شکاریوں کے جال میں نہ پھنسیں۔

هذا آخرُ ما رَقَمَهُ

الفقير القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غُفِرَ لَه

بہاولپور، پاکستان

۲۳ محرم الحرام، ۱۳۹۶ھ

---

[56](شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب فضل الشهيد، فصل فيه فوائد، ص223، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[57](صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، 2238/5، الحديث5663، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[58] (صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب من أخذ الغصن ومايؤذي الناس في الطريق فرمى به، 874/2، الحديث2340، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)